© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

مسلمانوں کی قومی زندگی کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے قومی اور تہذیبی معاملات پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بہت کم اور جذباتیت کے ساتھ بہت زیادہ غور کرتے ہیں چنانچہ ان کو ایسے لیڈر پسند ہیں جو پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اشتعال انگیز باتیں کہہ جائیں، مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کا بھیانک نقشہ ان کے سامنے پیش کریں اور اس زبوں حالی میں جن لوگوں کا دخل ہے ان کو برا بھلا کہیں اسی طرح وہ ان اخبارات کی طرف زیادہ مائل ہیں جن کی تنقید و صاف بیانی کا نشتر زیادہ سے زیادہ تیز ہو۔ اس کے برخلاف جو زعما اور اکابر اپنے اپنے حلقوں میں ٹھوس، مفید اور تعمیری کام انجام دے رہے ہیں مگر زبان و قلم دونوں کو محتاط اور اپنے قابو میں رکھتے ہیں ان کی مسلمانوں میں نہ زیادہ پوچھ ہے اور نہ ان کے دلوں میں ان کی زیادہ قدر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو مخلص ٹھوس تعمیری کام انجام دے رہے ہیں جن کے نتائج آگے چل کر مسلمانوں کی قومی زندگی بنانے میں نہایت عظیم الشان اور دور رس ہو سکتے ہیں اور ان شاء اللہ ہوں گے ان کی طرف سے قوم کی بے اعتنائی اور بے توجہی کا یہ عالم ہے کہ ان غریبوں کو اپنا کام چلانا بھی مشکل ہے اور ان کے برعکس جن لوگوں کی قومی قیادت کی معراج گلے کی رگیں پھلا کر آنکھوں کو شرربار اور جسم کو مرغ بسمل کا ہمزاد بنا کر چند تقریریں کر لینا ہے ان کا کوئی کام رکا ہوا نہیں ہے۔

مسلمانوں کی ہی تخصیص نہیں۔ خواہ کوئی قوم ہو اس دوسری قسم کے لیڈر اپنی قوم کے کسی مرض کی دوا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان کی غلط قیادت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم خود اپنے عیب اور اپنی کمزوریاں نہیں دیکھتی معمولی معمولی باتوں میں الجھ کر اور دوسروں کے ساتھ دستہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گریباں ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور جب تعمیر و تشکیل کی فرصت اکارت جاتی ہے تو اس وقت حسرت و ندامت اور پشیمانی کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو انھیں تو قرآن اور اسوۂ نبوی نے تعلیم ہی یہ دی ہے کہ سخت سے سخت اشتعال انگیز حالات میں بھی اپنا دماغی توازن اور دل کا سکون برباد نہ کرو۔ خاموشی اور صبر و استقلال کے ساتھ اپنی تعمیر اور اصلاح حال کا کام انجام دیتے رہو۔ دوسروں پر نکتہ چینی اور خورد گیری کے بجائے خود اپنے آپ کو دیکھو کہ تم کیا ہو اور تمہیں کیا ہونا چاہئے کسی انسان یا کسی قوم کا سب سے بڑا گناہ اس کا کمزور ہونا ہے، جسم کے اعضا اگر ضعیف ہوتے ہیں تو معمولی سی بیماری کی مقاومت بھی نہیں ہو سکتی۔ اور جسم اگر قوی ہے تو بڑے سے بڑے مرض کا بھی مقابلہ کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ جسم محض نعرہ بازی سے فربہ و توانا نہیں ہوتا۔ بلکہ مسلسل اس کی غور پرداخت۔ عمدہ غذائیں۔ صحت بخش آب و ہوا اور ماحول۔ ورزش اور بے اعتدالی و بے احتیاطی سے پرہیز یہ سب چیزیں مل کر جسم کو مضبوط و توانا بناتی ہیں۔

آج مسلمانوں کے سامنے جو مسائل و معاملات درپیش ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم خود ان کی اور ان سے زیادہ ان کے بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کا معاملہ ہے، آخرت میں ان کی سرخروئی اور فلاح و نجاح اور دنیا میں ان کی قومی زندگی کا تحفظ و بقا سب کا دار و مدار اسی ایک چیز پر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا انتظام کیوں کر اور کس طرح ہو ظاہر ہے کہ حکومت سیکولر ہے اس لئے کسی سرکاری مدرسہ یا اسکول میں اس کا بند و بست نہیں ہو سکتا، پھر چونکہ پرائمری تعلیم جبری ہو گئی ہے اس لئے کوئی مسلمان بچہ اس سے مستغنی بھی نہیں ہو سکتا اور ہونا بھی نہیں چاہیے ورنہ معاشی، سماجی اور سیاسی اعتبار سے اس کے نتائج بہت خطرناک اور تباہ کن ہوں گے اس بنا پر دینی تعلیم کے انتظام کی صورت اس کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ جگہ جگہ مکتب کھولے جائیں اور ان میں جبری تعلیم کے ساتھ ساتھ روزانہ ایک دو گھنٹہ یا کم از کم ہفتہ میں تین دن مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کی اجازت حاصل کی جائے۔ اس کے علاوہ بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی تعلیم کا نصاب ایسا

© rasailojaraid.com